احادیث نبویہ کی حجیت و حفاظت

مغالطہ موافقت قرآن اور امکان تحریف کی حقیقت

(از مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی جھنڈانگری)

(۲)

(سلسلہ کے لیے دیکھو رحیق فروری ۵۸ء)

احادیث صحیحہ کا انکار اور موضوعات کا سہارا! طرفہ یہ ہے کہ ان تمام حقائق و تصریحات کا تو انکار ہے مگر ایک جھوٹی روائت کا سہارا لے کر منکر حدیث ٹولہ یہ کہتا ہے کہ — "ہم احادیث کے اسی حصے کو قبول کریں گے جو قرآن کریم کے مسائل سے مطابقت رکھتے ہوں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر توضیحات اور اضافوں کو قبول نہیں کریں گے" — لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ ہی ان کی بات اپنی نہیں، بلکہ ان زندیقوں اور ملحدوں کا قول ہے، جنہوں نے سنن نبویہ سے آزادی حاصل کرنے کے لئے اس مضمون کی ایک روائت ہی گھڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر لی تھی

جو یہ ہے اذا ردی عنی حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ فان وافقہ فاقبلوہ وان خالفہ فردوہ (تذکرۃ الموضوعات ۲۸) یعنی میری حدیثوں کے رد و قبول کا معیار یہ ہے کہ جو حدیث قرآن کے موافق ہو اس کو قبول کرو اور جو اس سے مخالف نظر آئے اس کو رد کر دو"۔ پس اس موضوع روائت سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے، کہ کوئی بھی مسئلہ کوئی بھی حکم اگر قابل قبول ہے تو صرف اس وقت ہے جبکہ وہ قرآن کے موافق ہوں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب صرف انہیں مضامین و مسائل کو قبول کرنا ہے۔ جو قرآن میں موجود ہیں تو حدیث کی ایسے مضامین و مسائل کے لئے خاص حاجت ہی کیا ہے؟ جب توضیحات و اضافات سے صرف نظر کیا جاتا ہے تو صرف "موافقات"

سے اعتناء کا مطلب ہے موافقت اور مخالفت کے فضول و لایعنی بحث کو درمیان میں لانا ہی کتاب و سنت میں مغائرت ثابت کرتا ہے۔ حالانکہ ان میں باہم دُوئی اور جدائی ہنیں ان میں یک جان دو قالب کا رشتہ اور متن و شرح کا تعلق ہے۔

آئمہ حدیث کے اقوال الغرض اس حدیث کو ملحدین نے وضع کیا تھا اور آج انہی ملحدین کے خیالات کی خوشہ چینی بگواس رازم کے یہ نمبران کر رہے ہیں امام خطابی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں وضعته الزنادقة الذين مقصودهم افساد الدين ويدفعه قوله صلی الله علیه وسلم انی اوتيت الكتاب ومثله معه (ظفر الامانی علی مختصر الجرجانی ص ۲۶۷) یعنی "یہ روایت اُن زندیقوں اور حدیث دشمنوں کی خود ساختہ حدیث ہے۔ جس کا مقصد احادیث کو رد کر دینے سے دینی نظام کا فاسد و باطل کر دینا ہے اور اس حدیث کا بطلان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے خود ہو جاتا ہے۔ جس میں ارشاد ہے کہ میں قرآن دیا گیا ہوں اور قرآن کے مانند بھی دیا گیا ہوں۔ پس "حدیث" ہی قرآن کے مانند ہے کیونکہ دوسری روائت میں تشریح ہے کہ "قرآن کے مانند" کا نام "حدیث" ہے۔ وہ روایت یہ ہے

أَلَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَصِلُ إِلَيْهِ عَنِّي الْحَدِيثُ فَيَقُولُ لَا نَجِدُ هٰذَا الْحُكْمَ فِي الْقُرْآنِ أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ (ظفر الامانی ص ۲۶۷) دوسری حدیث کے یہ لفظ ہیں۔ يوشك الرجل متكئا على اريكته يحدث بحديثي فيقول بيننا وبينكم كتاب الله الحديث (دارمی ص ۶۱ جلد ا طبع مصر) اس قسم کی روایات الکفایہ (ص ۹، ۱۰) میں خطیب نے بھی ذکر کی ہیں۔ جن میں صاف تصریح ہے کہ حدیث کو رد نہ کرو۔ مجھے قرآن کی طرح اور اس کے مانند "حدیث" بھی دی گئی ہے۔ امام خطابی کی طرح امام شافعی امام المحدثین عبد الرحمٰن ابن مہدی وغیرہ نے بھی اس حدیث کو زندیقوں کا وضع کردہ لکھا ہے۔ امام بیہقی نے بھی فرمایا ہے کہ جو روائت سُنّتِ نبویہ کو قرآن پر پیش کرنے کی خاطر بنا لی گئی وہ باطل ہے علامہ ہیثمی نے لکھا ہے کہ اس میں ایک راوی متروک منکر الحدیث

ہے۔ (مجمع الزوائد جلد اول ص۱۶۴)

حافظ ابن عبدالبر نے اس سلسلے میں بڑی نفیس تقریر کی ہے جو پوری تحریر میں لانے کے لائق ہے۔ قال عبد الرحمن بن مهدي الزنادقة والخوارج وضعوا ذلك الحديث (يعني المذكور) وهذه الالفاظ لا تصح عنه صلى الله عليه وسلم عند اهل العلم بصحيح النقل من سقيمه وقد عارض هذا الحديث قوم من اهل العلم وقالوا نحن نعرض هذا الحديث على كتاب الله قبل كل شئ ونعتمد على ذلك قالوا فلما عرضناه على كتاب الله وجدناه مخالفا لكتاب الله لانا لم نجد في كتاب الله الا يقبل من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم الا ما وافق كتاب الله بل وجدنا كتاب الله يطلق التاسى به والامر بطاعته ويحذر المخالفة عن امره جملة على كل حال انتهى (جامع بیان العلم وفضلہ ص۱۹۱ ج ۲)

بہرحال توضیحاتِ قرآن اور تبئین و تشریح کتاب اللہ کا اختیار حق تعالے نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے اور آنحضرت اس توضیح اور تبیین کے لئے مامور بنائے گئے ہیں۔ اس واسطے آپ نے اپنی سُنن و احادیث کو ایک مستقل مقام بخشا ہے۔ اور جاتے جاتے امت کو یہ نصیحت فرما گئے ہیں کہ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّتِي یعنی کتاب الٰہی اور سُنن نبویہ پر اگر تمہارا عمل رہا تو تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ اسی طرح تمسک بالکتاب والسُّنّۃ کے فرمان کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کے حفظ و روائت کا بھی حکم ہے۔ مستدرک حاکم میں یہ ارشاد موجود ہے فَمَنْ حَفِظَ شَيْئًا فَلْيُحَدِّثْ (فتح المغیث للسخاوی ص۲۶۹) یعنی جو شخص میرے سُنن میں سے کسی چیز کو خوب محفوظ کرے تو اس کی روائت بھی کرے۔ قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ اگر منشارِ رسالت احادیث کی حفاظت اور دینی جزا بنانے کا نہ ہوتا تو نہ بیان کرنے کی اجازت دیتے حالانکہ تحدیث کا حکم دیدیا۔ اسی طرح لکھنے کی بھی اجازت نہ دیتے۔ حالانکہ احادیث کے قلم بند کرنے کی اجازت بھی دی ہے۔ اسی طرح حافظہ میں محفوظ کرنے اور نشر و اشاعت کرنے پر سرسبز رہنے کی دعا بھی نہ فرماتے۔ اسی طرح

اگر احادیث کو احکامِ اسلام اور دینی زندگی میں ایک خاص جزو بنانا مقصودِ رسالت نہ ہوتا تو من کذب علی معتمدا الحکہکر صرف غلط روایات ہی کے انتساب پر وعید نہ فرماتے بلکہ جھوٹ سچ سب حدیثوں کے بیان پر وعید فرماتے حالانکہ وعیدِ شدید جھوٹی وموضوع احادیث کے بیان پر وارد ہے۔ ان سب امور سے معلوم ہوا کہ احادیثِ نبویہ ہماری اپنی زندگی کے لئے از مہد تا لحد ضروری ہے

اب ہم اسجگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان چند حدیثوں کو نقل کرتے ہیں جن کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا ان کی فہرست بہت طویل ہے سرکاری دستاویزات اور قطائع وعطیات کے لئے پروانہ جات اہل سریہ کے نام ہدایات شاہانِ عالم کے نام مکتوبات جو سب احادیثِ نبویہ میں داخل ہیں۔ کتبِ حدیث وکتبِ سیر ومغازی میں محفوظ ہیں ان میں سے بعض کا ذکر حافظ سخاوی وغیرہ نے کیا ہے (فتح المغیث ص۲۱۴ و ص۲۲۹) ہم بغرض اختصار چند احادیث کے تحریر فرمانے کے واقعات درج کر رہے ہیں۔ ان سے معلوم ہوگا کہ تحریرِ احادیث کا سلسلہ عہد نبوی ہی سے شروع ہوگیا تھا۔

کتابت حدیث عہدِ نبوی میں (حدیث ابوشاہ یمنی) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۸ھ میں فتح مکہ کے موقعہ پر انسانی حقوق اور مکہ کی عزت اور حرمت سے متعلق مسائل کو بیان فرمایا تو ایک یمنی شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے یہ باتیں لکھوا دیجئے آپ نے حکم دیا اُکتُبُوا لابی شاہ یعنی میری حدیث ابوشاہ کو لکھ دو (صحیح بخاری باب کتاب العلم)

(حدیث برائے قبیلہ جُہینہ) مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ ابو داؤد ترمذی موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ جہینہ والوں کو ایک حدیث لکھوا کر بھجوائی کہ مردہ سے نفع حاصل نہ کرو جیسا کہ عبداللہ بن حکیم سے مروی ہے اتانا کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا تنتفعوا من المیتۃ (مشکوٰۃ اول ص۴۸)

(حدیث برائے اہل جرش) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکِ یمن کے شہر جرش

کے باشندوں کو کھجور اور منقّی کو ساتھ ملا کر بھگونے سے منع فرمایا تھا کہ اس میں سُکر (نشہ) کا اندیشہ تھا۔ کتب الی اھل جرش ینہاھم عن خلیط التمر والزبیب (مسلم جلد اول ص۱۶۲)

(احادیث برائے اہل یمن) حافظ ابن حجر نے بحوالہ مصنف عبدالرزاق، حضرت ابوہریرہؓ سے روائت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے باشندوں کے متعلق لکھا ہے۔ ان یوخذ من العسل العشر یعنی شہد سے (جو یمن میں بکثرت پیدا ہوتا ہے) دسواں حصہ زکوٰۃ میں وصول کیا جائے (فتح الباری پ ۶ ص۱۵) نیز حضرت معاذؓ کو تحریر فرمایا کہ ہر غیر مسلم بالغ مرد و زن سے ایک ایک دینار جزیہ کا وصول کریں (کتاب الخراج یحییٰ ص۶۷) نیز تحریر فرمایا کہ بارش سے جو غلہ پیدا ہو اس میں دسواں حصہ اور جو سینچ کر پیدا ہو اس میں بیسواں حصہ وصول کریں (کتاب الخراج یحییٰ ص۱۱۵)

احادیث دیت برائے جملہ قبائل، امام مسلم اپنی صحیح میں یہ روائت نقل کرتے ہیں کتب النبی علی کل بطن عقولہ ثم کتب انہ لایحل لمسلم ان یتوالی مولی رجل بغیر اذنہ (صحیح مسلم جلد اول ص۴۹۵) یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قبیلہ والوں کو دیت کے مسائل "خون بہا" کی تفصیلات لکھوائیں اور یہ بھی لکھوایا کہ کسی مسلمان کیلئے یہ امر جائز نہیں کہ بلا اجازت اصل مالک کے کسی غیر کے آزاد کردہ غلام کا خود والی بن جائے۔

صحیفہ علیؓ ۔ صحیح بخاری میں ہے عن علی قال ماکتبنا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا القرآن ومافی ھذہ الصحیفۃ (جلد ۱ ص۴۵۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن لکھا۔ اور اس صحیفہ کے مسائل۔ وہ مسائل کیا ہیں ۱۔ تحدید حرم ۲۔ ایجادِ بدعت پر لعنت ۳۔ بدعتی کی تکریم اور اس کو جگہ دینے پر لعنت ۴۔ ذمہ اور عہد کے وفا نہ کرنے پر لعنت ۵۔ کسی دوسرے کے آزاد کردہ غلام کو اپنا مولےٰ بنانے پر لعنت۔ نیز بخاری شریف کتاب الجہاد کے دوسرے باب ذمۃ المسلمین وجوارھم واحدۃ کے تحت "صحیفہ کے مسائل میں ۶۔ اونٹوں کے متعلق مسائل اور ۷۔ مسائل جراحات اور دیت کا بھی اضافہ ہے اور اس کے علاوہ مسلم شریف میں صحیفہ کے مسائل کے متعلق ۸۔ زمین کی حدِ فاصل اور امتیازی نشانات کے مٹانے اور چرانے پر لعنت ۹۔ ذبح لغیر اللہ کی حرمت ۱۰۔ احکام ذمیاں وغیرہ بھی مرقوم ہیں۔ (صحیح مسلم جلد اول ص۴۹۵) اسی طرح حضرت علی نے خود بھی

احکامِ قضا کی حدیثیں جمع کی تھیں۔ جو کتاب قضایا کے نام سے موسوم تھی۔ (مقدمہ مسلم ص۱)

کتاب الصدقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اخیر عمر میں وہ تمام حدیثیں جن کا تعلق مسائل زکوٰۃ سے تھا۔ یک جا قلم بند کروا دیئے تھے۔ اس کا نام کتاب الصدقہ تھا۔ لیکن اس کو عمّال اور حکام کے پاس روانہ کرنے سے پہلے ہی آپ کا وصال ہو گیا تو خلفائے راشدین میں سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اپنے اپنے زمانے میں اسے نافذ کیا اور اس کے مطابق زکوٰۃ کی وصول و تحصیل کا ہمیشہ انتظام رکھا چنانچہ سنن ابو داؤد میں ہے۔ کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کتاب الصدقۃ فلم یخرج الی عمالہ حتی قبض فعمل بہ ابوبکر حتی قبض ثم عمل بہ عمر حتی قبض الخ

(ابو داؤد کتاب الزکوٰۃ ص۱۵۶)

امام بخاری نے اس نسخہ (کتاب الصدقہ) کا مضمون نقل کیا ہے۔ جسے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت انسؓ کو بحرین کا حاکم بنا کر بھیجتے وقت ان کے حوالے کیا تھا اس میں اونٹوں کے عمروں کی تفصیلات اور کمی بیشی پر نصاب کا تعین اسی طرح بکریوں کا نصاب اور چاندی کے زکوٰۃ کا نصاب بھی بیان کیا گیا ہے۔ (بخاری کتاب زکوٰۃ الغنم جلد ۱ ص۱۹۵)

(کتاب الفرائض والسنن الی اہل الیمن) امام نسائی اپنے سنن[۱] نسائی میں ناقل ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخیر عمر میں حدیثوں کا ایک ضخیم مجموعہ اہل یمن کے پاس عمرو بن حزم صحابی کی معرفت روانہ کیا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں ان النبی صلعم کتب الی اہل الیمن کتابا فیہ الفرائض والسنن والدیات وبعث مع عمرو بن حزم (بلوغ المرام ص۱۴۲ موطا امام مالک ص۲۳۲)

(کتاب الخراج لیحیٰی ص۱۱۹) اس کتاب میں فرائض وسنن مثلاً تلاوت قرآن مجید، نماز، زکوٰۃ، طلاق قصاص آزادی، غلامان، خونبہا وغیرہ کے احکام تھے۔ نیز کبیرہ گناہوں کی تفصیلات تھیں اس قدر مسلوں کی حدیثیں جسے حضور نے خود لکھوائی اور جمع کرائی تھی ظاہر ہے کہ جامعیت مسائل کی بنا پر وہ ایک ضخیم کتاب ہو گئی۔ چنانچہ حافظ ابن القیم زاد المعاد میں لکھتے ہیں ھو کتاب عظیم فیہ انواع کثیرۃ من الفقہ والزکوٰۃ والدیات والاحکام وذکر الکبائر والطلاق والعتاق واحکام الصلوٰۃ ومس المصحف وغیر ذلک وقال الامام احمد بن حنبل

[۱] دیکھئے سنن نسائی ص۲۴۷ جلد ۲ طبع المکتبۃ السلفیہ لاہور حدیث ۴۸۵۷ مع التعلیقات السلفیہ

لاشک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کتبہ (زاد المعاد جلد اول ص ۳) یعنی کتاب الفرائض والسنن کی یہ کتاب بلاشبہ آنحضرت کی لکھوائی ہوئی تھی۔ اور اس میں بہت سے مسائل شرعیہ نماز زکوٰۃ، عتاق، طلاق، دیات وغیرہ کے لکھے ہوئے تھے۔ ان چند مثالوں سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اپنے فرمودات و ہدایات کو قلم بند کرا دیا تھا۔ ہم ان ہی چیزوں کو حدیث کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ اور تحریف حدیث منکرین حدیث نے حدیث دشمنی میں لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیثوں کو لکھنے سے منع فرمایا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں آپ کے اقوال محرف ہو چکے تھے۔ (دو اسلام مؤلفہ برق جیلانی ص ۳۹)

برق نے اس سلسلہ میں صرف اس حدیث کو پیش کیا ہے جو حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت سے وارد ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ قرآن کے ساتھ غیر قرآن کی آمیزش نہ کرو اگر کسی نے غیر قرآن کی آمیزش کر لی ہو تو اس کو مٹا دو۔ مثلاً یہ کہ یہ نہی عارضی تھی یا یہ کہ یہ حدیث موقوف ہے جو اجازت کی حدیث سے مدفوع ہے۔

جواب اس ٹولے کے اس مغالطے کا جواب علمائے حدیث بارہا دے چکے ہیں۔ لیکن یہ اعداء دین و دشمنان حدیث ہیں کہ اسے رٹتے چلے جا رہے ہیں۔ حالانکہ اس سے محرف ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ کیونکہ اگر واقعہ حقیقتہً ایسا ہی ہوتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صاف فرما دیتے کہ میری حدیثیں محرف ہو چکی ہیں اور ناقابل تسلیم ہیں۔ یہ کیوں فرماتے کہ قرآن کے ساتھ جس نے غیر قرآن لکھ لیا ہو وہ اس کو محو کر ڈالے۔ اسی سے صاف ظاہر ہے کہ اختلاط و انضمام ممنوع تھا مجرد احادیث کا لکھنا ممنوع نہ تھا۔ ورنہ حضرت ابو شاہ یمنی کو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کو حضرت انس وغیرہ کو حدیثوں کے لکھنے کی اجازت کیوں عطا فرماتے جس کی مفصل بحث جمع و تدوین کے عنوان سے آگے آ رہی ہے اور بوقت رحلت یہ کیوں فرماتے کہ "میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب دوسری میری سنت۔ جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے اس وقت تک گمراہ نہ ہو گے" اگر آپ کی احادیث خدانخواستہ محرف ہو گئی ہوتیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے سچے راست باز نبی و ہتی دنیا تک کے لئے ان کے ساتھ

تمسک واعتصام کا حکم نہ دیتے۔ حالانکہ آپ نے تو حکم دیا ہے فاللازم باطل فالملزوم مثلہ بہرحال اس ظلم و عدوان کے علاوہ سب سے بڑا ظلم برق کا یہ ہے کہ اس نے لکھا ہے کہ صحابہ میں بڑی تعداد ایسے حضرات کی موجود تھی جو محرف احادیث بیان کرنے کے خوگر تھے" (دو اسلام ص۹۵)

یہ صحابہ کرام پر اور احادیث نبویہ پر ایسا زبردست حملہ اور اس قدر سخت افترا اور اتہام ہے کہ جس کی نظیر تاریخ اسلام میں دشمنانِ اسلام کے زبان سے بھی نہیں مل سکتی۔ اگر اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقعہ اس درجہ حدیث دشمن تھے کہ محرف موضوع احادیث واباطیل کی روایت کرتے تھے تو اس سے سارے نظام دین پر الزام عائد ہوتا ہے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کہ میری تشریحات وتعلیمات کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ اور نہ خداوند کریم کو اطلاع کہ وہ اپنے رسول کو ان کے اصحاب و رفقاء کی ان لایعنی حرکتوں سے آگاہ کر سکے۔ حالانکہ جب یہ چیز بقول برق عام طور پر پائی جاتی تھی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر منکر کا ازالہ لازم تھا جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے۔

ویری الناس یفعلون معروفا فیمدحہ او منکرا فینکر علیہ (حجۃ اللہ ج۱ ص۱۴۱) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے معروفات اور اچھے معمولات کی مدح فرماتے اور منکرات سے منع فرماتے۔ علامہ سیوطی نے الخصائص الکبری میں نقل فرمایا ہے کہ کاتبین وحی میں سے ایک شخص نے سمیعاً بصیراً کی جگہ علیماً حکیماً اور علیماً حکیماً کی جگہ سمیعاً بصیراً بدل کر لکھا۔ بذریعہ وحی الٰہی اس کی اطلاع دی گئی۔ آپ نے بددعا فرمائی کہ ان الارض لاتقبلہ کہ زمین اسے نہیں قبول کرے گی۔ راوی حدیث جو غالباً ابوطلحہ ہیں فرماتے ہیں کہ اس کا یہی انجام ہوا جس قبر میں ڈالا گیا ہر قبر نے اس کو باہر پھینک دیا (الخصائص الکبری جلد اول)

احادیث شریف میں اس قسم کے متعدد نظائر موجود ہیں کہ حضور کو صحابہ کرام کے افعال کی اطلاع فوراً دی جاتی تھی۔ تو ایسے بڑے اہم معاملہ کی اطلاع کیوں نہ دی جاتی؟

بہرحال برق کے ایسے بے قیاس بکواس اور لایعنی ہفوات کی بنا پر (باقی برصفحہ ۴۳۹)